بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد حمد مجید و احمد رسا ثنا کے بعد کہ کتاب فضائل انتساب در بیان سراپای
پیر و مرشد حاجی سید وارث علی شاہ صاحب دام فیوضہم مسمی بہ



حسب فرمایش خان ذیشان جناب نیاز محمد خان صاحب [illegible]
کوتوالی چوک لکھنؤ خلف الرشید مصنف موصوف بار اول [illegible]

مطبع رضوی واقع ناکہ لکھنؤ مطبوع ہوا

تقریظ از تصنیف شاعر عدیم النظیر منشی سید امیر احمد صاحب امیر خلف اکبر منشی محمد عبد البصیر صاحب حضور بلگرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمود عالم وہی واجب الوجود ہے کہ جسکی ذات ملک و آدم کی مسجود ہے اگر سر کلام متکلم حقیقی کا نام نہ لیا جاے تو سراپا کلام نا موزون و حرف نا محمود ہے مگر مضمون باعی پر حواس خمسہ ابتر ہوتے ہین و دیگر مطالب پر پیچ ہے شش و پنج مین پڑ کر ششدر ہے ہ تا سخن بان گفتم از بجز خفی ست ہ وصفش بیان گفتم از بجز دمی ست ۂ القصہ چنانست کہ و انم گفتن ۂ انصاف چنان گفتم از بجز دمی ست ۂ یعنی جس جگہ شیران معرکہ سخن اظہار بیدست و پائی کرین ہم سے ناچیز کیا عرض آرائی کرین لہذا یہ گمنام حقیر براے نام امیر اس کوچہ سے گریز کرتا ہے اور مطالب اصلی پر قلم اٹھاتا ہے کہ یہ تصنیف اگرچہ ابداع نہیں تو اختراع ضرور ہے اختراع مین بھی اگر کلام ہے تو ایک جدت کا کلام ہے حضرت شاہ وارث علی صاحب جنکی خدادانی مانی ہوئی ہے اور یزدان پرستی گویا میراث ہے ایک مشہور و معروف سالک مجذوب صفت اور مجذوب سالک نما ہین حضرت شاہ نجات اللہ قدس سرہ العزیز (جو اس فقیر کے بھی پیر و جد امجد ہین) کے ساتھ ایک واسطہ کرکے انکا سلسلہ ارادت منتہی ہوتا ہے کیونکہ آپکے

مرشد خاص مخدوم عالم مولوی خادم علی ہین اور وہ مرید حضرت شاہ نجابت اللہ
قادری نقشبندی کی ہین اس مین شک نہین کہ مولوی خادم علی صاحب کی مریدون اور
معتقدونمین جیسا جناب وارث علی شاہ صاحب نے مرتبہ فقر یا باطن کسیکو نصیب ہوا
انکی مریدونکی یہ کثرت ہے کہ آپ بذات خود اون سب کا انحصار فرما سکتے ہین
اور نہ آپکے دفتر مین خاص آپکا نام اور نشان اور پتا بتا سکتے ہین شاہ صاحب کی کرامتین
بھی مریدونکی تعداد سے بڑھی ہوئی ہین اور سن و سال کی بزرگی مین بھی سبق سے
آپ کم نہین ہین چنانچہ آپ ہی کی معتقدون اور مریدونمین مفتخر ہمارے مکرم
ومعظم جناب منشی محمود علی خان صاحب انسپکٹر صیغہ پولیس پنشنر متوطن قصبہ ستہرکہ
ضلع بارہ بنکی کے ہین وہ آنکی خوش نصیب ایسے ہوئے ہین کہ ادھر فرمانروایان ملک کو راضی
رکھکر بادشاہ وقت کی دلمین جگہ کی اودھر اہل اللہ خاصان خدا کی دلونمین گھر کرکے
اپنی عاقبت بنالی سبحان اللہ وماشاء اللہ الغرض جناب مصنف نے شاہ صاحب کی مدح
مین یہ مثنوی لکھی ہے آپکی سراپای مبارک کی تعریف کی ہے نام اس مثنوی کا آئینہ جمال ہے
روشن ضمیرونکے خیال مین مراۃ کمال ہے جو شعر ہے عقیدت کی جان ہے جو مصرع ہے اوس
کی روح روان ہے ہر مضمون زبان زد خاصہ ہے ہر حصہ کی خوبی ہی کا حصہ ہے
ساری مثنوی ارادتمندونکے لیے حرز جان ہے اور کل کلام ہر ایک کی روح عقیدتمندان ہے
منشا تصنیف محض اظہار عقیدت و محبت ہے نہ بہبود و نمود کتاب مختصر ہے کہ طول طویل صحیح
کلام موجب ملال ہوگا خدایتعالی اس مثنوی کو مقبول عام کرے اور حامد و محمود اونکے طفیل مین فقیر امیر کا
بھی انجام بخیر کرے آمین ثم آمین



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمدِ جنابِ باری — ہی نعتِ محمدؐ ہی کی باری
لیکن یہ کسکی تاب و طاقت — دکھلائے جو اس جگہ طلاقت
مسرور رود حق روانش — آل و اصحاب و ہمرہانش
اے فکرِ بلند تو کدھر ہے — کچھ میرے ارادوں کی خبر ہے
اے ذہنِ رسا مری مدد کر — کچھ تو مری خواہشوں میں کد کر
اے طبع دکھا دے اپنی جودت — دیکھوں رکھتی ہے کیسی قوت
پہنچی ہے کہاں تری رسائی — کتنی موزونی تجھ میں آئی
اندازِ سخن رہے نرالا — ہر جا پہ ترا ہو بول بالا
رنگین کرنا نہ شال اپنی — سادی ہے بول چال اپنی
وہ شستگی رفتگی در آئے — ٹوکے جو کوئی منھ کی کھائے

جو بات ہو سچ وہی بتاتا / بے پر کی کبھی نہ تو اوڑاتا
جب آئینہ سخن دکھائے / طوطی تیرا ابھی بول جائے
آئے وہ سخن مین آبداری / ہر شعر بنے چھُری کٹاری
ہر حرف اپنی وہ نوک دکھلائے / نشتر کی طرح جگر مین چبھ جائے
مضمون وہ آکے مجتمع ہو / جو شعر ہو سہل ممتنع ہو
بندش نہ کسی جگہ پہ ہو سست / جو ہون الفاظ خوب ہون چست
ایسی ہو تری تلاش عمدہ / ہر حرف ہو خوش قماش عمدہ
رکھلے غنی اور غریب نسخہ / یہ مثنوی ہو عجیب نسخہ

تمہید

کیسی ہے مسرت اس رقم کی / باچھین ہین کھلی ہوئی قلم کی
آئی یہ دوات مین کرامات / آب حیوان درون ظلمات
بنتی ہے سیاہی روشنائی / یہ روشنی کس طرف سے آئی
صفحہ کاغذ کا بھی ہے پر نور / آیا یہ کہان سے جلوۂ طور
دل نے کہا کچھ تجھے خبر ہے / کہہ دو نہین کس کا یہ اثر ہے
وہ ہین اک آفتاب عالم / وہ ہین اک نیّر مجسم
یعنی وارث علی شہنشاہ / دنیا مین ہر اک ہوا وسے آگاہ
پیر و مرشد جہان ہے تو وہ / ایمان کے قبلہ دین کی کعبہ

مشہور زمانہ ذات عالی | سجادۂ وحید وصفات عالی
افزون تحریر سے کمالات | بیرون تقریر سے کرامات
کہیے کیا اونکی خلق عادات | چھوٹا منھ اور ہے بڑی بات
بادل کی طرح فلک پہ ہے اوج | دریا کی طرح زمین پہ ہے موج
رکھتے ہین یہان وہان پہ قابو | اونکا ہے دو جہان پہ قابو
وہ ذرے کو آفتاب کردین | قطرے کو دُرِ خوشاب کردین
ادنی کو بنائین دم مین اعلا | کمل کو جو چھوین تو ہو دوشالا
جگنو کو اوٹھا کے ماہ کردین | بہلا کے گدا کو شاہ کردین
ہر وقت نماز کا تہیا | کعبہ مین بچھا ہوا مصلا
روزہ گھیرے ہے سب اوقات | منظور حضور ترک لذات
کہنا کیا اونکے صاف دل کا | حج اکبر طواف دل کا
کم کھانے سے ہے کمی بدن کی | دیتے ہین زکوۃ جان وتن کی
طاعت سے ریاضت اونکی بہتر | ہی نفس کشی جہاد اکبر
درویشی لگی ہوئی قدم سے | ہی فقر کو فخر اونکے دم سے
ہی یاد خدا کی رات اور دن | ہر دم رہتا ہے شغل باطن
ظاہر کا نہین خیال کچھ بھی | کچھ کہٹکے نہین ملال کچھ بھی
ہر سمت اونھین کا ہے یہ جلوا | سارا یہ اونھین کا ہی کرشما

ہر شے سے عیاں ہی نور اونکا — ہر چیز مین ہے ظہور اونکا
گر پیر پرستی چاہتے ہو — جز اوسکے کسی طرف نہ دیکھو
ہانکی جو زمین و آسمان کی — سنتا نہ کسی فرشتہ خان کی
اندیشۂ کفر و دین نہ کرنا — دم آٹھ پہر اونھین کا بھرنا
کرنا چاہو جو ضبط اوقات — پڑھنا کلمہ اونھین کا ذرات
خاطر مین رہے اونھین کی تصویر — آنکھوں مین پھرے اونھین کی گفتگو
دن رات رہو اونھین پہ شیدا — ہر وقت رہے اونھین کا سودا
سو جان سے ہو فدا اونھین پر — دیوانے رہو سدا اونھین پر
الفت رہے دل مین اونکی صادق — وہ ہون معشوق تم ہو عاشق
سینہ مین بھری رہی محبت — داغِ جگری رہے محبت
آئے نہ ذرا قرار و آرام — ہر دم رہی ذوق و شوق سے کام
یا اونھین رہے جنون کا چکر — وحشت ہی رہی سوار سر پر
بیچین رہا کرے طبیعت — دے درد جگر کبھی نہ فرصت
دم آٹھ پہر نکل رہا ہو — ہر دم سکرات کا مزا ہو
یان خلد کی حور کی نسوجھے — تمکو کبھی دور کی نسوجھے
راتو نکو کرو نہ اشک ریزی — خندان خندان ہو صبح خیزی
لوگے کیا ہو کے عابدِ خشک — بننا ہرگز نہ زاہدِ خشک

سالک نہ ہو نہ ہو نہ مجذوب	عاشق رہو اونکے ہی یہی خوب
جو چاہتے ہو وہ سب یہان ہی	اک کوزے مین بند دو جہان ہے
اک قطرے مین ہی عجب تلاطم	ہی موجزن اوسمین ہفت قلزم
ذرّے مین سما کے سب ہین ساکت	سیار ہون یا کہ ہون ثوابت

وصف عشق

ہر دم رہو مست بادۂ عشق	گرم رفتار جادۂ عشق
سب سے بہتر ہے مشرب عشق	مذہب رکھنا تو مذہب عشق
کانون سے سنو فسانۂ عشق	بویا کرو دل مین دانۂ عشق
کافر نہو اور نہو مسلمان	ہو عشق ہے اپنا دین و ایمان
ہی قابل دید سیر عاشق	رشک کعبہ ہے دیر عاشق
ہو عشق حقیقی یا مجازی	دکھلاتے ہین رنگ عشقبازی
یہ عشق دکھائے گر تماشا	ہو جائے اُدھر ادھر کی دنیا
جانے نہ خدا کو غیر عاشق	ہی سات فلک پہ سیر عاشق
باطن کو بنائے ظاہر عشق	مومن ہو جائے کافر عشق
نیرنگیان عشق کی ہین مشہور	دنیا کا خرابہ اس سے معمور
عشق اپنا اگر ہنر دکھائے	جو ہو نسکے وہ کر دکھائے

استفسار

ندی طبع روان ہی ہے — کاغذ کی ناو چل رہی ہی
اب فکر لگا رہی ہی غوطے — اس بحر مین کھا رہی ہی غوطے
تصویر کے بننے مین نہین دیر — درِ مضمون کے ہو گئے ڈھیر
مرشد کا لکھو گے کیا سراپا — ہین نور رہی نور سر تا پا
تنزیہ سی پر جب آئین باہر — تشبیہ ضرور ہو گی ظاہر
لکھوا دو سو قت اک سراپا — کھینچو انسان کا کوئی خاکا
بیرنگی مین رنگ کی ہو رنگت — چمکے کثرت مین نور وحدت
مرشد سے کہو کہ آپ سے آپ — تصویر اپنی کھچایئے آپ
کر دیجیے اور شغل موقوف — اب ہو ہمہ تن اسیمین مصروف
دیکھا چاہو جو رقص بسمل — دیکھو مری بیقراری دل
گانا سننے کا ذوق اگر ہو — نالے دو چار میرے سن لو
سیر دریا کا ہو ارادا — دیکھو اشکون کا سیر دریا
سبزے کی اگر ہو دل کو خواہش — دیکھو مری جان ہی کی کاہش
دیکھو اب کھنچ رہی ہی تصویر — تقریر کو کر رہا ہون تحریر
انسان بنے خدا کے قدرت — صورت مین ورا گئی حقیقت
یہ ہی اوس آدمی کا پتلا — کرتے ہین فرشتے جسکو سجدا

وصف قد

وصف قد راست تب رقم ہو — شاخ سدرہ کا جب قلم ہو
جو کچھ لکھوں ہو راست ہی راست — اوسمین ہرگز نہو کم و کاست
کہیے کیونکر نہو گی گستاخ — طوبی مین لگی ہی کونسی شاخ
گر سرو نے کچھ بھی سر نکالا — کر دینگے ہم اوسکو خوب سیدہا
شمشاد کی کچھ نہین حقیقت — گڑ جاے جو دیکھ لو وہ قامت
ایمان کا الف ہے قد والا — قائم رکھے اوسکو حقتعالی
قامت یہ نہین ہے رکن دین ہے — ہمکو ہر طرح سے یقین ہی
اتنی ہی مین جو تلی ہی نجات آج — پڑھ لے قد قامت الصلوٰۃ آج
کیسا رتبہ بلند پایا — ہی عرش خدا کا ایک پایا
اس قد کو جو نخل طور کہیے — سایہ کو خدا کا نور کہیے
اللہ نے وہ شجر لگایا — ہی نور ظہور جسکا سایا
دنیا کا قیام اس سے اظہار — گویا خط استوا نمودار
تشریف جو گھر سے لائین باہر — ہو جاے عمود صبح ظاہر
دشمن جو جائین دیکھکر دنگ — اوڑ جاے تمام چہرونکا رنگ
جو کچھ ہو ہاتھ مین وہ کھو جای — بس صبح مخالفونکی ہو جاے
مجھکو اے قد تری قسم ہی — دشمن کی سزا کو کیا تو کم ہی
دم اپنا نہ انتظار پر کھینچ — انکو اسیوقت دار پر کھینچ

انداز خرام کچھ نہ پوچھو	محشر کا قیام کچھ نہ پوچھو
رفتار مین آئی جب وہ قامت	آجاے گھڑی گھڑی قیامت

وصف گیسو

گیسو کے وصف کیا ہون تحریر	ہے پاے قلم مین سطر زنجیر
گرتا ہی قلم الجھ الجھکر	لیتا ہے قدم قدم پہ ٹھوکر
اب چاہیے خامہ کو ملا دے	قلابے زمین و آسمان کے
تحریر صفت جو راست آجاے	تقدیر کا بل ابھی ہٹا جاے
ابر رحمت امنڈ کے آیا	کرتا ہوا سر پہ اپنا سایا
ہی صدر نشین جا ہی توقیر	اس سے بڑھکر ہے کسکی تقدیر
مشکین اور عنبرین وہ گیسو	جنسے ہے مشام روح خوشبو
خوشبو ہی جہانمین اوسکی پھیلی	خلقت مجنون ہے وہ لیلی
دیوانے جہانمین لاکھون اوسکی	محبوس کانمین لاکھون اوسکے
تار گیسوے عنبر افشان	بند شیرازۂ مریدان
ہر حلقہ سے ہے حلقۂ اطاعت	انسان کے گلے کا طوق منت
پیچ و خم و تاب زلف پیچان	جمعیت خاطر پریشان
ہر عقدہ ہے اوسکا عقدۂ دل	کھلنا جسکا ہی سہل و مشکل
گر سلسلہ اسکا کوئی پا جاے	دولت دنیا کی ہاتہ آجاے

دلہا ہی اسیر کیا میں شادان — خوش آئی ہی سیر سنبلستان

چہپ جات کہین کہلی اسکے پس تو — اسمین نہین فرق یک سر مو

بیخود نہو ہوش کو سنبہال اب — یان بال کی کہال مت نکال اب

اچہی نہین اسکی موشگافی — کیسی مافات کی تلافی

یہ زلف نہین ہی شب قدر — اسکی نہین جانتا کوئی قدر

پیچیچی بڑے مرحلون ہی یہ — اس سے کیا کیا بلون پہ ہی یہ

جو پیچ مین اسکے آگیا ہے — سیدھا وہ صراط ہی چلا ہی

جس شخص نے اسکی قید اٹہائی — دارین سے پا گیا رہائی

وصف سر

اے خامہ ذرا مری مدد کر — تحریر ثنائے سر مین کد کر

لکہ پاؤن اگر مین مدحت سر — ہو جاہی بڑی یہم مری سر

سر کا تو یہ وصف سرسری ہے — سر دفتر حسن دلبری ہے

ایسی اشعار لکہیے پر مغز — از سر تا پا ہو نادر و نغز

دیکہو کسی باب مین فرق آئے — چارون طرف اونکی دہوم ہوجائے

ہی عرش خدا سر مبارک — اسمین کچہ شبہ ہی نہ کچہ شک

سب سی اونچا ہی اسکا رتبہ — ایسا ہی جہان مین کسکا رتبہ

رہتا ہی بلند یہ ہمیشہ — محفوظ گزند یہ ہمیشہ

سر ہے سرِ تاجِ دو جہان کا
قبہ ہے زمین و آسمان کا

یہ ہے اک برجِ مہرِ تابان
یہ ہے درجِ دُرِّ دُرخشان

ہے قطب شمالی یا جنوبی
میدانِ شرف مین گوئے خوبی

اے بحرِ قدم حباب پنہان
ہے موجِ حدوث سے نمایان

اسرار سے سر ہوا نمودار
وا چار کا جمع سے ہے اظہار

مفرد ترکیب سے بنا ہے
اس بھید کو تو ہی جانتا ہے

اس سر مین خدا ہی کا ہے سودا
اسباب انانیت جھپتا

روشن گھر گھر چراغ اوسکا
اور عرش پہ ہے دماغ اوسکا

جن لوگون نے دیکھین اسکی شانین
صدقے کر ڈالین اپنی جانین

ہر دم جو برہنہ سر کو پایا
قدرت نے کیا خود اپنا سایا

اسے نہین تاج کی ضرورت
عمامہ کی کچھ نہین ہے حاجت

وصفِ پیشانی

اے خامہ کر اب ثنائے جبہہ
تیرا سا نہین کسی کا جبہہ

ایسے مجھکو دکھا مضامین
اک ایک ہو لفظ نور آگین

پیشانی کمال کی نشانی
ہے جاہ و جلال کی نشانی

تقدیر چمک رہی ہے اسکی
تحریر چمک رہی ہے اسکی

صورتِ مقصود کی یہین ہے
آئینۂ لامکان جبین ہے

دیباچہ گلستان قدسی — سرنامہ بوستان قدسی

روشن پیشانی سربسر ہے — ماہِ کامل عروج پر ہے
گویا نوروز آگیا ہے — موقع لب جشن کا ملا ہے
مدت کے بعد دی دکھائی — خوش ہو جیسے صبح عید آئی
آئے نہ کبھی کسی پہ غصہ — ہر وقت رہا کرے شگفتہ
اوس تک ہوتی نہین رسائی — لاکھون کرتے ہین جبہہ سائی
لوح محفوظ یہ جبین ہے — جسمین نہ شکن ہی کچھ نہ چین ہے
سجدہ سے غرض نہین جبین کو — خواہش نہین نام کی نگین کو
تختی ہے یہ علم کے عمل کی — لکھی ہوئی کاتب ازل کی
ہی ہاتھ کوئی پکڑنے والا — جو کچھ چاہا وہ لکھ ہی ڈالا

وصف ابرو

وصف ابرو مین دل ہی بیتاب — کیا تیغ قلم مین آگئی آب
لکھے وہ آبدار اشعار — کٹ کٹ گئی دیکھکر سب اغیار
یہ دو شمشیر ہین وہ بران — جنکے اللہ ہے نگہبان
گر آئین میان سے وہ باہر — کردین ابھی قتل عام ظاہر
کردین جو کبھی ذرا اشارہ — ٹکڑے ہو جگر تو دل ہو پارہ
شمشیر قضا ہے نام انکا — لینا جانون کا کام انکا

گر کھینچئین یہ کبھی کمانین
نکلینگی تیر ہو کے جانین

دونو ابرو ہین قاب قوسین
دل کی آرام روح کی چین

کھولے ان کنجیون نے عالم
قفل دلہاے بستۂ غم

ہمکو دوزخ کی کیا ہو دہشت
موجود ہے یان کلید جنت

ہین یہ مدِ دفتر خدائی
ہر جا پہ جگہ بلندپائی

ہر کام مین ہین یہ استخارہ
حرف کن انکا اک اشارہ

جیسے یہ نون نفی دیکھا
دل مین پیدا ہوا ہی کھٹکا

انکار کی کچھ نہین ضرورت
اثبات کی کچھ نہین ہے حاجت

پایا کچھ یا کہ کھو گیا سب
جو کچھ ہونا تھا ہو گیا سب

اچھی صاحب کمال نکلے
اک عید مین دو ہلال نکلے

ذوقِ طاعت جو ہو آؤ
زیر محراب سر جھکاؤ

انکا اگر اشتیاق رکھیے
طاعت بالاے طاق رکھیے

خم ہین یہ دونو جفت و طاق
صدقے جن پہ ہی جان مشتاق

بیت ابرو کی ہی عجب شان
گویا اس مثنوی کی ہے جان

دو ہین مصرع پر ایک مضمون
وحدت کثرت سے دونو مشحون

ابرو کی سبھون نے آبرو کی
دو شاخ ہین نخل آرزو کی

جس شخص نے انسے دل لگایا
اوسکا ثمرہ اوسی نے پایا

وصف مژگان

مژگانکی وصف کچھ لکھون گر
ہو آب دوات آب خنجر

تعریف بھلی ہو یا بُری ہو
خامہ مرے ہاتھ مین چھُری ہو

وہ چنگل باز ناز کی ہین
وہ پنجۂ کشتنی باز کی ہین

کرتی ہین جو ہر مہم سر آنکھین
لڑتی ہین انھین کی بل پہ آنکھین

لیجائیگا کون آگے بازی
سیکھی کوئی انسے نیزہ بازی

مژگان کو جدہر کو وا ہو جائین
سو تیر جگر کے پار ہو جائین

خنجر لیے دشمنان اگر ہین
اونکی رگ جان کو نشتر ہین

لینا جانون کا جان انکا
عریانی ہی ہے میان انکا

مژگانکی جو عشق مین ہوئے ہین
کانٹے دل مین چبھے ہوئے ہین

ابتر ہو دشمنون کی حالت
پژمردہ رہا کرے طبیعت

خواب و آرام سب وہ ہارین
دن رات کبھی پلک نہ مارین

وصف چشم

آنکھونکی صفت مین دل ہی گیا سست
خامہ ہاتھون مین ہو گیا مست

لغزش کیونکر نہو رقم کی
مستانہ چال ہے قلم کی

تحفے یہ بڑی ہی دور کی ہین
دو جام مے طہور کے ہین

چھپ انکی نہ گری کبھی بل کے
بھیجے ہوے ساقی ازل کے

پینے کا تو ذکر دور ہو جای — یا ان دیکھتے ہی سرور ہو جای

ہو گردش بخت کا نہ شکوا — بھولے دور فلک کا قصا

دو آنکھ کا نور ایک ہی ہے — دو شے کا ظہور ایک ہی ہے

دیدۂ تو یہ آہوے حرم ہین — آفت کی روش غضب کے رم ہین

جب آنکھین دو چار کرتے ہین یہ — شیرونکا شکار کرتے ہین یہ

جھپکینگی کسی سے انکی آنکھین — لڑتی ہون جہان سے جنگی آنکھین

دو ہندو سیاہ کار ہین یہ — دو ترک جفا شعار ہین یہ

کس طرح سے ہو بناہ انسے — اللہ کی ہے پناہ انسے

یہ آنکھ اگر کسی سے پھر جای — دنیا بھر کی نظر سے گر جای

عیسیٰ کو یہ معجزہ سکھائین — لے ڈالین جو سامری کو پائین

دینا ہے انھین نہ کچھ دلانا — ایک کھیل ہے مارنا جلانا

اے نرگس باغ دلربائی — دیتی ہی نہین ہو تو دکھائی

کیسا تجھے آیا خواب غفلت — ملتی نہین اک نظر کی مہلت

ابتر ہے حال عاشق زار — ہے تیری نگاہ لطف درکار

چاہے گر مجھکو شاد کرنا — بھولے سے کبھی تو یاد کرنا

اپنے جو کہین نصیب جاگے — دیکھینگے ان انکھونکے کرشمے

وصف گوش

کانونکی صفت قلم جو لکھے ہو جیسے دوات پہلے بھر لے
دلمین ہے کہ کچھ کہا کچھ کیجیے کانونکی صفت سنا ہی کیجیے
یہ معدنِ گوہرِ شرف ہین بحرِ عزت کے دو صدف ہین
دو برج ستارہاے رخشان دو ہین درجِ دُرِ درخشان
دو حسن سے پُر ہین جام بلور دو خوبی مین غرق حوضۂ نور
کانون کا وہ زیر زلف جوبن تاریکی مین دو چراغ روشن
ایسے نسرین و نسترن ہین دو پھول یہ غیرتِ چمن ہین
اُنہین جو بڑے بڑے سخنور بھاگین کانون یہ ہاتھ دھر کر
توصیف انکی کبھی نہین ہے سہل قصد اوسکا حمق ہے اور جہل
ادنی سی یہ کانونکی ہے خوبی غیبت نہ سنین کبھی کسی کی
بدگو کرے لاکھ خوشمقالی فوراً ہو جاے گوشمالی
خدام کو رحم ہو نہ اوس پر باہر کرین کان ہی پکڑ کر
دیکھے کوئی اگر بنا گوش آئے ہوے اوڑ چلین ابھی ہوش
کچھ حسن ہی کچھ کمال بھی ہے یہ بدر بھی ہے ہلال بھی ہے

وصف بینی

وصفِ بینی اگر ہو مسطور ہو ہاتھ مین خامہ شمع کافور
آئینہ ہو جو لفظ ہو وہ روشن ہر حرف دکھاے اپنا جوبن

جیسے چشمہ ہو بھرے ہوے انور
نکلی یہ اوسکی موج ابھر کر

آنکھیں جو ہوئین قریب بینی
جاگے اونسے نصیب بینی

شاخ گل مین خلاف معمول
نرگس کے لگے ہوے ہین دو پھول

بیٹھے ہوے ہین ملول و غمگین
بیمار لیے عصاے سیمین

حیرت کی نگاہ ہے اے دل زار
اک تیر مین دو بنے ہین سوفار

جب دفتر حسن کو کیا وا
پایا بینی کو فرد و یکتا

آگے بینی کے ہے سر جھکائے
خود بینی کبھی نہ اوسکو بھائے

بینی رخ پاک پہ عجب تھی
چاندی کے ورق مین اک الف تھی

دونو سوراخہاے بینی
دو راہ ہین دنیوی و دینی

خوبان جہان نہین بگڑتے
آکر یہان ناک ہین رگڑتے

بو گل کی نہ زشت اسنے سونگھی
خوشبوی بہشت اسنی سونگھی

وصف رخسار

کر خامہ ثناے روے جانان
ہو مثنوی سعدی کی گلستان

ہو رنگ برنگ سب عبارت
مضمون بنانی حکایت

رنگینی ٹپکتی ہو سخن سے
جھڑنے لگین پھول بس دہن سے

کاغذ بھی پھولون کا طبق ہو
برگ گل تر ہر اک ورق ہو

ہین شمس و قمر یہ دونو رخسار
ذرات کی روشنی کے آثار

دونی نہو کیونکر آب اور تاب | یکجا ہوے آفتاب و مہتاب

دیکھوں رخسار ہاے پُر نور | موسی کو دکھاؤ جلوۂ طور

مین طرفہ دل و دماغ کا ہون | پروانہ اوسی چراغ کا ہون

مجھسے نہ اوڑاؤ لن ترانی | لائے ہو کہان کی یہ کہانی

بیہوشی کبھی نہ آئیگی یان | خود رفتگی بھاگ جائیگی یان

رخساروں کا ہی عجب عالم | مصحف سی نہین ہین کچھ بھی یہ کم

سارے ہی خط و خال وسکے سورے | نقطے اعراب پورے پورے

آئے ہین یہ پھول کس چمن سے | لائے ہین عقیق کس یمن سے

دو قمقمی ایک جا دھرے ہین | سرخی و سفیدی سی بھرے ہین

یکسان ہی یہان یہ حسن او ترجیح | ہمرنگ شفق سفیدۂ صبح

دو نور رخسار گورے گورے | سرخی کے ادھر ادھر ہین ڈورے

جھمکی تمام زینت اُنسے | ہر عضو مین ہی لطافت انسے

یہ جھمکی ہر ایک شی خوش اسلوب | اور ایک سے ایک بڑھ کے ہی خوب

یہ چہرۂ خوب اب جو وا ہی | دفتر اک حسن کا کھلا ہے

کاغذ ہین سفید و سرخ رخسار | خال و خط سے حروف تیار

ہی چشم و مژہ دوات و خامہ | تحریر ہو جسے حکمنامہ

وصف خال

اب لکھتا ہوں وصف خال خامہ
کھولا جاتا ہے فال نامہ

ہر لفظ وہ عمدگی دکھائے
اک نقطہ پہ بھی نہ حرف آئے

خالِ رخ لاجواب نکلا
کیا نقطۂ انتخاب نکلا

انوار الہ کی نشانی
یہ نورِ سیاہ کی نشانی

خوشبو کا ہی ظاہری لفافہ
کہیے اگر اوسکو مشک نافہ

گلزار شرف کا پھول مشکین
خوشہ ہی فلک کا عقد پروین

رنگین بچۂ دیار روسی
پیدا انھین گو سے آبنوسی

دیکھو تو ہندوِ سیہ بخت
زرین یہ کہان نصیب پا گیا تخت

دولت پاکر بھی بخت سو جاے
سونے سے منہ سیاہ ہو جاے

اسکا نہ پڑیگا رنگ پھیکا
دشمن کے کلنگ کا ہی ٹیکا

یہ کیا محمود دیکھ رہے ہو
مدح و ذم کی تمیز سیکھو

جو چیز کہ لائق ثنا ہے
اوسکا کہنا برا ابرا ہے

مین تو اس بات کا ہون جویا
تخم الفت یہ کسنے بویا

جو داغ سیاہ ہو کے نکلا
جل بھن کے جان کھو کے نکلا

پتلی یہ میری آنکھ کی ہے
دل مین مرے اس سے روشنی ہے

در نو جگہ اس سے نور پیدا
تل آنکھ مین دل مین ہے سویدا

وصف ریش

کھو دو آپ صفت ریش لکھو | ہو قبلہ رخ اور ادب سے بیٹھو
خامہ سے کہو ذرا ادب سے | کاغذ پہ ہر ایک حرف لکھے
یہ ریش خدا کا نور ہے یہ | سچ ہو وہ چراغ طور ہے یہ
اللہ اسکا نگاہبان ہے | یہ مصحفِ رخ کا جزودان ہے
ہے مرسلہ جناب یزدان | فرمان شفاعتِ مریدان
جسکی اوس تک ہوئی رسائی | دستاویز اوسکے ہاتھ آئی
منکر کو اگر ذرا دکھا دین | اوسکے منہ کے دھوین اوڑا دین
غصہ سے جو اسپہ ہاتھ پھیر جائے | دنیا سے وہ آفتون مین گھر جائے
شانہ سے جو کوئی بال ٹوٹے | ہرگز وہ مریدون سے نچھوٹے
لیجائین اوسے وہان اوٹھا کر | رکھین آنکھون مین سب چھپا کر
اوسکو تارِ نظر بنائین | آنکھون کے نور کو بڑھائین
کیونکر نہو وہ عزیز انسان | بال اوسکا ہر ایک ہے رگِ جان

وصف لب

وصف لب مین قلم ہے گویا | مضمون شنگرف کا ہی جویا
لیکن ہے دوات ساغرِ مے | تحریر کا ہوش یان کسے ہے
پہلے کچھ ہوش کی دوا ہو | تب اسکی کہین صفت ثنا ہو
دیتے تقدیم اگر دہن کو | چپ لگتی بلبلِ سخن کو

مہر خاموشی وان ہی لب پر
تائید سخن ملیگی کیونکر

ہمپر نہ کھلا کبھی یہ عقدا
معلوم نہین ہے کیا معما

یہ لب وہ ہین فخر اجو ملجائین
ہمکو دونو جہان ملجائین

اسواسطے دو ہوے یہ پیدا
دین اور دنیا ہو ایک ہی جا

ہین برگ گلاب دونو
رنگینی مین لاجواب دونو

نسبت انسے عقیق کو کیا
یاقوت کا رنگ انسے پھیکا

نادر یکتا زمانہ بھر سے
یہ لعل ہین قیمتی گہر سے

ان لب پہ اگر تبسم آجاے
روتے ہوونکو ابھی ہنسا جاے

حاصل ہو جاے گر تف لب
جام امید ہو لبالب

مردے ہوتے ہین انسے زندہ
جان بخشی ہے بس انہین کا حصہ

وصف دندان

خامہ لکھتا ہی وصف دندان
ہر حرف ہے مثل در رخشان

مضمون دانتونکے یان دھرے ہین
در ہین جو دوات مین بھرے ہین

کاغذکی عقل کیون نہو گم
نقطے روشن ہین مثل انجم

تحریر ہی اونکی خوبیونکی
ہر سطر لڑی ہے موتیونکی

کیا منہ مین ہین دانت پیارے پیارے
اک برج مین بھر دیے ستارے

یہ دانت نہین صدف کے موتی
ہین یہ درج شرف کے موتی

ہمکو اب یہ خبر ہوئی ہے — دنیا زیر و زبر ہوئی ہے
وہ آسے یہ جو صبا ہو جسکا — دیکھیں تو ہی اپنے دانت کسکا
جھڑتے ہیں ہیں گو عجب سے دانت — دیکھیں تو ہیں اوسکے منہ میں دانت
بدگو جو کرے کوئی خطا آج — پاسے وہ دندان شکن جواب آج
گر کلمہ بد کوئی نکالے — پڑ جائیں وہ سکے منہ میں چھالے

وصف زبان

ہے وصف زبان قلم کو درپیش — جرات تو ہو چلے قلم و بیش
لیکن ہے زبان ناطقہ لال — کچھ منہ سے نکالنا ہے اشکال
گویائی کہاں سے ڈھونڈ لائی — بنتی نہیں بات کچھ بنائی
کس تنگ دہن میں وہ زبان ہے — کس غنچہ میں برگ گل نہان ہے
وہ ماہی سرخ آبجولان — ظلمات میں جو گئی ہے پنہان
ملنا اوسکا بہت ہے دشوار — ملنا اوسکا بہت ہے دشوار
اے بلبل نغمہ خوان کدہر ہے — اے طوطی خوش بیان کدہر ہے
سنلوں کبھی میں بھی تیری آواز — ہو جائے سوز دل مرا ساز
منہ کو اپنے کبھی تو کروا — کھلجائے مرا در تمنا
حق نے دی ہے وہ تجھے تاثیر — جھڑتے ہیں پھول وقت تحریر
تھجائے گر آسمان سے کہدے — ہوئے وہی جو زبان سے کہدے

وصف ذقن

ہی وصف ذقن مین خامہ حیران — یان چاہ ذقن ہوا نمایان
رکھی توصیف مین قدم کیا — ہر دم ہی اوسی کنوی کا کھٹکا
بہیجے نہ ذقن کو کوئی سیب — کیا خوب ہی باغ خلد کا سیب
دنیا بہر مین ہے جو جو نعمت — سب رو برو اوسکے بد حقیقت
پوشیدہ ہی ریش مین زنخدان — جیسے پتون مین سیب پنہان
تا کوئی نگاہ بد نہ ڈالے — ڈالا ہے نقاب منہ پہ اپنے
کہیے چاہِ ذقن کو کیا یان — چاہِ نخشب کہ چاہِ کنعان
چہرے کا عرق ہے جمع ہوتا — موجود ہے اس کنوئیں مین سوتا
جس شخص کو پیاس ہو وہ آئے — آگ اپنی لگی ہوئی بجھائے
مجمع ہو دیکھو بھالکر یان — خس پوش ہی چاہ آب حیوان
جو گرد اسکے چلے پھرے ہین — اونکی دل اسمین آگرے ہین

وصف گردن

وصف گردن مین سر جھکا کر — اب خامہ لگا رہا ہی چکر
مضمون کی تلاش کر رہا ہی — شیشہ مین پری کو ڈھونڈھتا ہی
حسن گردن عجب گلو سوز — دل چاہے کہ دیکھیے شب و روز
کیون یہ شب زلف مین نہان ہی — کیا صبح امید عاشقان ہی

دکھلائے اگر وہ اپنا جوبن — کٹ جائے سیکڑون کی گردن
یہ خون شفق جو دیکھتے ہو — کاٹا ہے فرشتون نے گلے کو
گردن ہے بلند مثل ہمت — ہوگی نہ کسیکی زیر منت
ہے یہ اسدرجہ صاف و شفاف — کھائین جو چیز دیکھ لو صاف
انسان نہین حور کا گلا ہے — سب کہتے ہین نور کا گلا ہے
بیتابی ہو سنیے جسدم آواز — نغمہ سے نہین ہے کچھ کم آواز
ہے یہ مینا ے بادۂ نور — جسکے نشہ مین خلق ہے چور
یہ وہ صیاد ہے دلاور — جسکو کسی بات کا نہین ڈر
رہنا ہوشیار طائر جان — دام گیسو ہے دوش پر یان

وصف دست

اب ہاتھونکی وصف لکھ رہا ہون — رہ رہکے قلم کو چومتا ہون
تحریر صفت کی آئی طاقت — زور بازو بنی طبیعت
اب ذہن نے آکے ہاتھ پکڑا — کچھ فکر نے بھی دیا سہارا
مضمون کیا ہاتھ آگئے ہین — دولت دنیا کی پا گئے ہین
وہ ہاتھ ہین دستگیر عالم — کر دیتے ہین دم مین شاد و خرم
گر یہ حاجت روا دل ہین — ناخن بھی گرہ کشاے دل ہین
وصف ناخن نہین کیے ہین — ناخن اب عقل کے لیے ہین

دیکھی جو چشم بد سے انکو — آنکھون مین اوسکے تاختہ ہو
ان ہاتون نے کام وہ کیے ہین — لاکھون دل ہاتھ مین لیے ہین
زحمت نہ حواس و ہوش پر ہے — سب بار انھین کے دوش پر ہے
لاکھون کرتے رہے تمنا — اون تک نہ کسی کا ہاتھ پھونچا
پھونچا بھی تو دست بستہ ہو کر — کبر و نخوت سے ہاتھ دھو کر
چاہے جو کوئی کام بر آئے — ان ہاتھونکے آگے ہاتھ پھیلائے
محتاج انکے گدا ہین اور شاہ — کہیے ان ہاتھون کو ید اللہ
یہ قوت بازوے ضعیفان — یہ طاقتِ خاطر نحیفان
انکا جو کوئی طمانچہ کھائے — وہ زیست سے اپنے ہاتھ دھوئے
ان ہاتھونکی ہین بڑی شکنجے — پھیرین زور آورون کی پنجے
پانچون انگلی کے یہ سخن ہین — ہم بھی دنیا مین پنجتن ہین
کوئی نہین شش جہت مین ہمتا — قوت مین شباہت مین ہمتا

وصف سینہ

اب خامہ چلا ہے جانب صدر — جرات سے بڑھا ہے جانب صدر
سینہ کی صفت کا حوصلہ ہے — کیا جوش ہے کیسا ولولہ ہے
موصوف جو سینہ بنگیا ہے — کاغذ آئینہ بنگیا ہے
حیرت سے دوات ابل پڑی ہے — اپنے گھر سے نکل پڑی ہے

سینہ یہ خدا کا ہے خزینہ / اسرار کا اسمین ہی دفینہ

حاصل ہین اک طرح کی مقصود / جو کچھ ڈھونڈو سب اسمین موجود

کرتے ہین سب اسکی عزت و قدر / کل جسم کے حسن کا ہی یہ صدر

ظلمت کا تو نام ہی نہین ہے / اس صبح کی شام ہی نہین ہے

اسمین وہی حوصلہ جگر ہے / اسمین دل جو خدا کا گھر ہے

اسمین نہین دخل بغض و کینہ / سب علیہو لنسی پاک و صاف سینہ

ہی خوب دل و جگر کی تمثیل / روشن اک گھر مین دو ہین قندیل

سینہ سے شکم بھی گو ملا ہے / دونو کی صفت جدا جدا ہے

وہ مالا مال دولتون سے / یہ پُر ہے خدا کی نعمتون سے

اوسمین اندیشہ ہے نہ وسواس / اسمین کچھ بھوک ہی نہ کچھ پیاس

وہ ہے خالی کدورتون سے / یہ لا یدا ضرورتون سے

حلقہ جو شکم مین ناف کا ہے / یہ قفل خزانہ پر لگا ہے

تا یہ دولت نجاے باہر / اسرار نہون کسی پہ ظاہر

وصف کمر

دل مین خامہ کے ہے تلاطم / توصیف کمر مین عقل ہے گم

اوسکی کیا مدح کیا ثنا ہو / جسکا کچھ بھی نہین پتا ہو

جو اسکی صفت کو سر پہ دھر لے / مضبوط اپنی کمر کو کر لے

آسان نہیں ہے اسکی تعریف — مضمون عجیب کی ہے تحریف
ترکیب اسکی نہیں ہے معلوم — موجود کو کیسے لکھیے معدوم
اسمین کچھ کیف ہو نہ کچھ کم — اسکا ہے عدم وجود توام
ہے تارِ نگاہ عین عبرت — موے مژگان چشم حیرت
کچھ واسطہ اسکا درمیان ہے — ہے جسم یہ مثل جان نہان ہے
مضمون کمر بندھا ہوا ہے — اک رشتۂ جان لگا ہوا ہے
سچ ہے کہ خیال و خواب ہے یہ — یا اک موج سراب ہے یہ
نازک رگ برگ گل سے افزون — باریک وہ جو نظر سے بیرون
بالفرض گر اسکا حال لکھیے — کسکی زلفون کا بال لکھیے
ڈھونڈین کسے اور کسکو پائین — ایسی آنکھیں کہانسے لائین
عنقا ہی کی یادگار ہے یہ — اعجوبۂ روزگار ہے یہ

وصف پا

خامہ کو ہے شوق پابوسی — کیا پا تو نسے کی ہے چاپلوسی
بہر تعظیم پاے اطہر — جھک جھک کے گرا قدم قدم پر
ان پاؤنکی کیا کرے بڑائی — سر آنکھوں پہ جا نہیں پائی
ایسی کسکو ملی ہے تقدیر — جنکے قدمون کی خاک اکسیر
ٹھوکر انکی جو کوئی کھاجائے — مردہ ہو تو اوٹھیں پاؤن آجائے

ہے دعویٰ قم باذنی انکو — آئین جلنا ہے مرکے جنکو
ہاتھ آئے جو انکی پایمالی — حاصل ہو عجب فراغ بالی
یہ ہین راہِ خدا کے سالک — یہ منزلِ مدعا کے سالک
لغزش ہرگز نہین قدم کو — صد ہا شاباش انکے دم کو
جس گھر مین قدم یہ رنجہ فرمائین — اوس گھر کی بلائین دور ہوجائین
خلقت واقف ہے اس سے ساری — دنیا پہ انہین نے لات ماری
غلمان یان آکے پاؤن داہین — حور مین یہ پیر دھوکے پیوین
پوچھے صفت انکی کوئی ہم سے — دنیا قائم انہین کے دم سے
آئینہ زانو وہ منور — جیسے آئینۂ سکندر
کیا خوب لگی ہوئی ہے جا انکی — دیکھا کرین سیر دو جہانکی

خاتمہ سراپا

محمود اب لکھ چکے سراپا — جیسا سنتے تھے ویسا دیکھا
مانی سے کھنچیگی کیا یہ تصویر — لائیگا کہان سے ایسی تقدیر
بہزاد کی کیا ہے تاب و طاقت — جو آکے بنائے ایسی صورت
چلکر مرشد کو یہ دکھاؤ — جنکی ہے صفت اونھین سناؤ
پوچھو نہ یہ ہمسے کیا ملیگا — جب اونسے ملے خدا ملیگا
اب کوئی غزل ہمین سنادو — کچھ عشق کا رنگ بھی دکھادو

ٹپکے ہر لفظ سے محبت | ہر حرف سے آئے بوی الفت

غزل

طور سینا پہ ایک کیا ہے		جلوہ ہر شے مین یار کا ہی
تنہا نہیں مہر کی ضیا ہے	مطلع	ہر ذرہ مین وہ چمک رہا ہی
کیا حاجت عرض مدعا ہے	ایضاً	جو حال ہے خود تو جانتا ہی
ایسی ہی اگر تری ادا ہے	ایضاً	اپنی تو بس ایک دن قضا ہی
بت دل مین زبان پہ خدا ہے	ایضاً	ظاہر باطن جدا جدا ہی
کیون کہتے ہین لوگ ما سوی اللہ		کیا اور بھی کچھ ترے سوا ہی
عشق گیسو ہے اور مین ہون		اونکی رسی مرا گلا ہے
ہے دل کی مراد نامرادی		بیجا صلی اپنا مدعا ہے
ملتا تو ہے وہ مگر بدقت		ہے یار پہ دیر آشنا ہے
سنتا نہیں حال دل کبھی وہ		کہیے کیا طرفہ ماجرا ہے
منہ سے اپنے کبھی تو بولے		اتنی اوس بت سے التجا ہی
الفت کر بیٹھے تجھ سے بیہر		کیا سمجھے تجھے انہین کچھ وفا ہی
وہ باغ مین کوی یار مین ہم		عاشق ہین مزین یا صبا ہی
جو کچھ تھا پہلے کر چکے نذر		اب آے ہو کیا یہان دھرا ہی
تم اچھے ہین برے ہمین صاحب		جو کہیو درست ہے بجا ہی

اپنی تقدیر پر ہین شاکر
تمسے شکوہ نکچھ گلا ہے

کیون منع ہو آہ کھینچنے کی
پیری کا یہی تو اک عصا ہے

پیمانۂ عمر یان ہے لبریز
ساقی کوئی جام بھی بھرا ہے

اسطرح ہو اپنے جسم مین جان
جسطرح حباب مین ہوا ہے

ہوجائین ہم ان بتونکے بندے
کیا کیجیے مرضی خدا ہے

اس عشق مین اپنی دین و دنیا
کھو بیٹھے ہم اونکا کیا گیا ہے

جاتے رہین معاف کیجیے گا
جو کچھ ہمنے کہا سنا ہے

جمکر رہتی نہین کسی پاس
دنیا بھی عجیب بیسوا ہے

مشکل کی نہین ہے فکر محمود
موجود علیِ مرتضے ہے

مناجات

مانگو محمود اب دعائین
پہونچا دو عرش تک صدائین

یارب سنتے ہی میری حاجت
وا ہو جاے در اجابت

جرأت دی التجا کی تو نے
رغبت دی اس دعا کی تو نے

کچھ شعر نہو مری دعا مین
پرہیز کوئی نہو دوا مین

تو نے جو کچھ کیا ہے وعدا
بس چاہیے اب اوسکا ایفا

دل سے مرے یاس کو بھلا دے
صورت امید کی دکھا دے

استغنا وہ دے تو مجکو مولا
رکھون نکچھ خلق کی نہ پروا

طامع نہ رہوں میں سیم و زر کا ہو جاؤں فقیر تیرے در کا
سر پر ہو مرے افسر قناعت ہوں شاہ کشورِ قناعت
میں سیر ہوں اور غذا ہو فاقہ دل زندہ ہو اور نفس مردہ
ہر کام کو یاں سبب ہے درکار بے اوسکے کبھی نہو گا زنہار
لیکن قدرت ہے تجھمیں مولا کر دے بے سبب سبب مہیا
جو چاہو کہیں عدم وجود عیاں ہو اور کوئی سبب نہ درمیاں ہو
کار دینا ہو تجھپر آسان اوسکا ہو عدم وجود یکساں
کہتے ہیں جسے خوشی وہ ہو غم بزم شادی ہو بزم ماتم
راحت سے رنج اب بدل جائے حسرت جو دل میں ہو نکل جائے
جتنے مرے عیب ہیں ہنر ہوں ٹکڑے جو صدف کے ہیں گہر ہوں
ہو دفع مرض شفا ہو باقی فانی ہو فنا بقا ہو باقی
تبدیل ہو ماہیت جز و کل پتھر سے ہوں لعل خار سے گل
فاسق نہ رہوں بنوں میں عاشق صبح کاذب ہو صبح صادق
مجھکو کسی بات کی نہو فکر جز تیرے نہو زباں پہ کچھ ذکر
دوزخ کا نہ ڈر نہ شوق جنت دل میں ہو فقط تری محبت
کچھ اور نہ مجھکو آرزو ہو بس دونو جہاں میں تجھی تو ہو
خوش ہو یا ناخوش ہو دل بلا سے راضی میں ہوں تیری رضا سے

مارو نہ تو ترے خلاف کچھ دم | گردن تسلیم کی رہے خم
ہر چند گناہگار ہون مین | رحمت کا امیدوار ہون مین
دنیا بھر کے ہین مجھمین گو عیب | ہون منتظر لطیفۂ غیب
اب اتنی عنایت ای خدا کر | ہو جاؤن خود ہی سے اپنی باہر
اتنی باقی رہے نہ تمیز | دنیا اور آخرت ہے کیا چیز
حیلہ ہو نہ کچھ نہ ہو بہانہ | بیگانگی جاے ہون یگانہ
اوٹھجاے ذرا دوئی کا پردا | وحدت کا مین دیکھلون تماشا
بندے پہ خدا جو مہربان ہو | دو ہون قالب و ایک جان ہو
ظاہر مین چھٹے نہ یہ شریعت | باطن مین بھری ہے حقیقت
بحر وحدت مین یون ہو مین غرق | مجھمین تجھمین رہے نہ کچھ فرق
تو آنکھونمین اسطرح سما جاے | دیکھون مین جدھر تو ہی نظر آے
مطلوب جو ہو وہی ہو طالب | بر آئین سب دلی مطالب
کبتک مجھکو رہیگی دوری | حاصل ہو جاے اب حضوری
خواہان وصال ہے دل زار | جویاے دوا ہو جیسے بیمار
مشتاق مکین ترا مکان ہے | معلوم نہین کہ تو کہان ہے
جو ہو متمنی تجلے | اوسکی کسطرح ہو تسلی
حال اپنا کھولکر سنا دے | چھپنے کی جگہ نہین بتا دے

دے تو مجھے موت سے محبت — جس مین نہو ناگوار رحلت
ہو وصل اگر وصال ہوجاے — آسان امر محال ہوجاے
جو کل کرنا ہے آج کر جاؤن — مرنیسے پیشتر مین مرجاون
ناقص پونجی نہو کوئی ساتھ — خالی دونون رہین مرے ہاتھ
مین ہون نہ اور ہو فقط تری ذات — خجلت ہو ادھر ادھر عنایات
کچھ عدل کو دخل تو نہ دینا — جو کام ہو رحم ہی سے لینا
پوچھے میرا نہ کوئی احوال — تولے جائین نہ میرے اعمال
موقوف رہین حساب سارے — میزان رکھی رہے کنارے
کاتب نادم ہون یا الٰہی — اوڑ جاے سفیدیسی سیاہی
ہاتھون مین دوات و خامہ رہجاے — سادہ اعمال نامہ رہجاے

سنلے مری اے مجیب دعوات
مقبول ابھی ہو یہ مناجات



تقریظ ریختہ قلم فصاحت رقم منشی شکر اللہ صاحب المتخلص بہ سہیل ساکن قصبہ مجھاون ضلع کانپور شاگرد رشید جناب مستطاب معلی القاب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے آنکھوں کے نور دینے والے — اور دل کے سرور دینے والے

آنکھیں ہر اک کی دو بنائیں — ہر طرح کی صورتیں دکھائیں

دو ہو کر ایک تجھکو دیکھا — دیکھا دیکھا غرض جو دیکھا

دو آنکھیں دیکھیں ایک صورت — دو صورتیں یوں ہیں ایک صورت

وحدت پہ یہ بس گواہ ہیں دو — اک نور ہے مہر و ماہ ہیں دو

ہر ذرہ میں تیرا نور دیکھا — ہر شے میں ترا ظہور دیکھا

دل کو تو نے صفائی بخشی — ہے جو ترا مظہر تجلی

یہ دل ہے جو چل رہا ہے پنکھا — جلوہ ترا دیکھکر غش آیا

سالک ہو کوئی یا ہو مجذوب — ہر اک کا بس تو ہی ہے محبوب

ہر گل میں تیری ہی بو بسی ہے — ہر دل کو تیری ہی لو لگی ہے

اک کن کے قلم سے تو نے کھینچا — اس عالم کن فکان کا نقشا

جو کچھ ہے ترا دیا ہوا ہے — تیرا ہی عطا کیا ہوا ہے

بھیجا اپنا رسول تو نے ۔ قرآن بھی کیا نزول تو نے
تا فرق عیان ہو نیک و بد کا ۔ روشن ہو حال خال و خد کا
کیا ہے صفت ہو اوس نبی کی ۔ تعریف جو تو نے خود ہی لکھی
کافیست بشان احمد پاک ۔ لولاک لما خلقت الافلاک

شاعران عالی خیال و ماہران بلند مقال پر مخفی نہ ہے کہ یہ مثنوی خان والا شان رفیع المکان شاعر بے مثال و منشی ہمہ دان جناب منشی محمود علیخان صاحب محمود انسپکٹر پولیس پنشن یافتہ ساکن قصبہ ستھر کھ نے بکمال متانت و فطانت بہ توصیف عارج معارج حقیقت و صاعد مصاعد طریقت واقف اسرار خفی و جلی جناب شاہ وارث علی صاحب تحریر فرمائی۔ گویا نقل مین اصل کی پوری پوری صورت دکھائی بظاہر تو مثنوی مین اوس شاہ موصوف کا سراپا ہی لیکن حقیقت مین اونکی صورت کا نقشا کھچا ہی جو نہ دیکھی ہو گر صورت اوس شاہ کی تو آکر کے یہ دیکھ لو مثنوی پہ اگرچہ لائق مصنف نے صرف اپنے حق آگاہ مرشد کی تعریف لکھی ہی مگر نفس الامر مین اوس سے خدا کی معرفت بھی ٹپکتی ہے چونکہ اوس عارف باکبار نے فنا فی اللہ کا مرتبہ پایا ہی۔ اور اوس حق آگاہ کی ہر رگ و پے مین خدا کا جلوہ سمایا ہی۔ پس ایسے بزرگ کی تعریف سے اگر خدا کی بھی توصیف نکلی تو روا ہی۔ غرضکہ جو کچھ لکھون

صحیح اور بجا ہوے بہت خوب لکھی ہے یہ مثنوی ؏ نہ دیکھی کسی نے
نہ ایسی سنی ؏ نہیں طور سی کم کچھ اسکے سطور ؏ ٹپکتا ہی ہر لفظ سی اسکی نور
فی الواقع حضرت مصنف نے ہر اک مضمون کو عجیب خوبی سی باندھا ہی۔
ہر جا نمین نیا طرز رکھا ہی۔ ہر شعر کو معشوقیت کا مرصع لباس پہنایا ہی۔
بلکہ ایک مجسم معشوق بنایا ہی جس صفحہ پر نظر پڑتی ہی جی چاہتا ہی یہین
دیکھا کرو اسی کو پڑھا کرو ے ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ؏ کرشمہ
دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ؏ ہر نقطہ اوسکا سویدا اے دل
یا بد بینون کے لیے نیل کا تل ہے ہر مد اوسکا
مد ابرو یا نکتہ چینون کے لیے تیغ قاتل ہے یا کسی
با عفت معشوق کے رخ کا خال ہے یا عید کی پر مسرت شب کا ہلال ہے
غرضکہ ہر شعر اور ہر مصرع اوسکا بہت دلاویز اور حسین ہے جو کچھ اوسکی
تعریف ہو صحیح اور درست ہی۔ اب عبارت کو طول دینا اور سامعین
کی سمع خراشی کرنا بیکار ہی۔ لہذا ختم کرنا سزاوار ہے۔
ایک قطعہ تاریخ اردو مین اور ایک فارسی مین لکھتا ہون جس سے
تاریخ ظاہر ہو عمر تخلص سال طبع سی ماہر ہو

قطعہ تاریخ اردو در صنعت تعمیہ

واہ محمود علی خانصاحب	مثنوی خوب لکھی کیا کہنا

ہر طرف سے یہی آتی ہے صدا — ایسی دیکھی نہ سنی کیا کہنا
جو کہوں آپکو سب لائق ہے — عاقل و نیک و ذکی کیا کہنا
اپنے مرشد کا سراپا لکھا — واہ رے معتقدی کیا کہنا
فکر تاریخ میں تھا ہاتف نے — مجھکو آواز یہ دی کیا کہنا
لکھ سہیل ہے مصرع یہ سہیل — نظم محمود علی کیا کہنا ۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ در فارسی

محمود خان کہ ابر گہر بار طبع اوست — در مدح پیر خود قلمش شد گہر فشان
بلبل صفت شدہ بگل مدح نغمہ سنج — طوطی مثال بہر ثنا گشت نغمہ خوان
آئینۂ جمال بود مثنوی او — کز صورت و شمائل مرشد دہد نشان
بیندہ پے برد بمعانی ز صورتش — ہر بے بصر کجا شود انوار حق عیان
چون طبع مثنوی شد سالش سہیل گفت — آئینۂ جمال عیان گشتہ در زمان

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع سخن سنج معنی آفرین جناب خواجہ نور الدین صاحب لکھنوی ۱۳۰۸ھ

خان ذی مرتبہ محمود علی — صاحب ہمت و شخص با دل
نسخۂ خوب بہ نظم آوردہ — یک قلم ہست بمدحت شامل
حرف حرفش بہ ستائش لائق — سطر سطرش بہ مدائح قابل
مدح وارث علی اینجاست عیان — چون مہ از چرخ و چو شمع از محفل
آنکہ مصباح یقین روشن کرد — و آنکہ حق ساخت جدا از باطل

آنکہ از یک نظرش طالب را — مطلب ہر دو جہان شد حاصل

آنکہ از فیض دم پیر اثرش — صاحب عقل شده لا یعقل

گل کند برگ و بر نخل امید — بشگفاند نفسش غنچۂ دل

ہر کہ در خدمتش از جان سعی خاست — گشت صاحب نظر و صاحب دل

ہر کہ آمد بحضورش در دم — رفتہ از خود بخدا شد واصل

بحر وصفش نتوانم طے کرد — کہ درو نامده پیدا ساحل

چہ نویسم قلمم فرسوده — چہ بگویم سخنم لاطائل

طبع این مثنوی نغز چو شد — طبع من گشت بسالش مائل

ناگہان داد ندا ہاتف غیب — وه چہ اظہار کمال کامل

قطعۂ تاریخ از سید ابو الحسن متخلص بہ حسن چھپا تا بخیتاری خلع چھپا
شاگرد جناب خواجہ عزیز الدین صاحب متخلص بہ عزیز لکھنوی

زمحمود این مثنوی نظم شد — بخوبیست آئینۂ منجلی

جمال معانی ازین روشن است — شده کلک او آلۂ صیقلی

سراپای شاہی نوشتہ کہ ہست — حقائق شناس خفی و جلی

کجا وصف آن عارف آید ز من — کہ قدر ولی میشناسد ولی

رقم کن حسن سال طبع کتاب — چہ مطبوع شد مدح وارث علی

خاتمۃ الطبع خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب مطبع نامی لکھنؤ ماہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء میں چھپکر تیار ہوئی

This book was taken from the Library on the date last stamped A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.